نظمیں

بنگلہ: شنکھ گھوش

اردو: نسیم عزیزی

جاتے وقت کہا تھا

سوچنا کیا، فنا کے لیے
موت کی راہ پر
غیرتِ آدمیت کو زندہ رکھو
ہاں، مگر
عافیت سے رہو
کیا تمھیں ہے پتا؟
خیریت ہے بھی کیا
تم سے کہتا رہا ہوں یہی بارہا
اونچی آواز میں
جوشِ جذبات میں
گفتگو تو کرو!
تاکہ غربت زدہ ملک کی ذہنیت
نیست و نابود ہو
کوہساروں کی اونچائیوں سے
سمندر کے ساحل تلک
کھیت کھلیان
سنسان جنگل، ندی
سب اس آواز میں
کانپ اُٹھیں، تھرتھرانے لگیں
عالم جاں کنی میں جو سبزہ زار
تم نے لوٹائے تو
پھر انھیں زندگی کون لوٹائے گا؟
جس طرف جایئے
باقیاتِ قدامت پرستی کی راکھ
سر پہ گرنے لگی
سب کی آنکھوں پہ پردہ پڑا ہے ابھی
کون دیتا ہے اور
دے بھی سکتا ہے اور
کون پائے گا، میں بھول بیٹھا ہوں
اس دور میں اے عظیم انقلاب!
انقلاب؟
کیا تمہارے لبوں پر بھی ہے انقلاب؟
اس کے نام و نشاں
زندگی میں تمہاری کہاں!
کیوں نہیں؟
آؤ!
اس مرنے والے کے سینے پہ
رکھو تو ہاتھ
اس کے روشن لہو سے تمہارے لہو میں
بھڑک اُٹھے آگ
کوئی ٹکراؤ ہو!!!
دیکھنا اس سے پھوٹے گی
اک مختلف روشنی
اس قدر سوچنا کیا، فنا کے لیے
شعلۂ زندگی کو منور کرو
عزمِ آخر کو تم اپنا سایہ کرو
آؤ، وعدہ کرو
ملک کے پاسباں تم ہی ہو
اس وسیع و عریض ارض کے
کتنے ادوار میں تم چمکتے رہو
زندگی سے بچھڑتے ہوئے
آج تم سے فقط
ساتھ لے جاؤں گا
اک جزیرہ لہو رنگ کا

172، جی ٹی روڈ (ساؤتھ)، ہوڑہ۔711102

سعدیہ صدف

مجھے مسرور کرتا ھے

تمہاری شاخ سے لپٹی
مری ہر بیل کا حصّہ
مجھے مسرور کرتا ہے....
تمہاری چاہتوں کے باغ میں
آرام کا موسم
سہانی، کھنکھناتی دھوپ میں
سردی کی شدت میں
پرانی یاد کا گزرا ہوا
وہ قیمتی موسم....
مجھے مسرور کرتا ہے....
ہمارا راستوں پر ہم قدم ہونا
بہک جانے پہ قدموں کے مجھے آگاہ کر دینا
تمہارا تھام لینا ہاتھ کو لمبی مسافت پر
مجھے مسرور کرتا ہے....
سسکتی رات میں تم ہو،
چہکتے دن میں بھی تم ہو،
اُترتی دھوپ میں تم ہو،
مہکتی شام میں تم ہو،
حسیں رُت کی جواں اُمید بن کر
ساتھ تم ہو
تمہارے ساتھ ہونے کا
یہی احساس مجھ کو
آج بھی مسرور کرتا ہے....

67، مولانا شوکت علی اسٹریٹ، کولکاتہ